رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ — ٹیلیفون نمبر ۹۱

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل قادیان

اللّٰہ اکبر

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ الفضل قادیان

شرح چندہ پیشگی: سالانہ للعہ — ششماہی للعہ — سہ ماہی للعہ

THE DAILY ALFAZL, QADIAN.

قیمت فی پرچہ ایک آنہ — قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۸

جلد ۲۵ | مورخہ ۷ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ | یوم شنبہ | مطابق ۲۰ فروری ۱۹۳۷ء | نمبر ۴۲

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۸ فروری۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج آٹھ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کے درد نقرس میں جس درجہ کمی ہو چکی ہے۔ اس سے زیادہ کمی جلد جلد نہیں ہو رہی

مجلس ارشاد کے زیر اہتمام آج جمیعۃ الناطقین بالعربیہ کا ایک دلچسپ مناظرہ "تحریر افضل ہے۔ یا تقریر" کے موضوع پر ہوا۔ تحریر کے حامیوں کے لیڈر سیٹھ محمد سعید صاحب اور تقریر کے حامیوں کے لیڈر مولوی ابوالعطاء صاحب تھے حضرت میر محمد اسحاق صاحب جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اور شیخ محمود احمد صاحب عرفانی نے بھی تقریریں کیں۔ تقریر کے حامی غالب رہے

ماسٹر نواب الدین صاحب کی حالت تشویشناک صورت اختیار کرتی جارہی ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتیں

رحجب سے خدا نے مجھے یہ علم دیا ہے۔ کہ خدا کی قدرتیں عجیب در عجیب اور عمیق در عمیق اور وراء الورا اور لا یدرک ہیں۔ تب سے میں ان لوگوں کو جو فلسفی کہلاتے ہیں۔ پکے کافر سمجھتا ہوں اور چھپے ہوئے دہریہ خیال کرتا ہوں۔ میرا خود ذاتی مشاہدہ ہے کہ کئی عجائب قدرتیں خدا تعالیٰ کی ایسے طور پر میرے دیکھنے میں آئی ہیں۔ کہ بجز اس کے کہ ان کو نیستی سے ہستی کہیں۔ اور کوئی نام ان کا ہم رکھ نہیں سکتے۔ ... جس نے یہ کرشمۂ قدرت نہیں دیکھا۔ اس نے کیا دیکھا۔ ہم ایسے خدا کو نہیں مانتے جس کی قدرتیں صرف ہماری عقل اور قیاس تک محدود ہیں۔ اور آگے کچھ نہیں۔ بلکہ ہم اس خدا کو مانتے ہیں جس کی قدرتیں اس کی ذات کی طرح غیر محدود اور ناپیدا کنار اور غیر متناہی ہیں۔ ایسا ہی اس کی قدرت کا یہ راز ہے۔ کہ وہ نیست سے ہست کرتا ہے۔ جیسا کہ اس بات پر ہزارہا نمونے ہماری نظر کے سامنے ہیں۔ بعض درخت ایسے ہیں کہ ان کے پھل جیسے جیسے پکتے جاتے ہیں۔ وہ پردار کیڑوں کی طرح بنتے جاتے ہیں۔ اور بعض درخت ایسے ہیں کہ ان کے پتوں میں سے بڑے بڑے پرندے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک آک کا درخت بھی ہے۔ اور اس کی نظیر یں ہزارہا ہیں۔ نہ صرف ایک دو۔ پس اس جگہ بجز اس کے کیا کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ نیستی سے ہستی ہے اور یہ ایک ایسا رازِ قدرت ہے۔ کہ ہم اس کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے۔ اور کیا یہ بھی ضروری ہے۔ کہ ایک ناچیز انسان خدا کے تمام اسرار پر اطلاع بھی پا جائے۔ اور اس کی تمام قدرتوں پر محیط ہو جائے۔ یہ ایک فیصلہ شدہ بات ہے۔ کہ اگر علم سائنس یعنے طبعی خدا تعالیٰ کے تمام عمیق کاموں پر احاطہ کرلے۔ تو پھر وہ خدا ہی نہیں۔ جس قدر انسان اس کی باریک حکمتوں پر اطلاع پاتا ہے

انتخاب نمائندگان مجلس مشاورت کے متعلق

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات

مجلس شاورت ۱۹۳۷ء کے انعقاد کے متعلق میری طرف سے ۲۰ جنوری ۱۹۳۷ء سے اخبار الفضل میں اعلان کیا گیا تھا کہ امسال مجلس مشاورت الشریٰ کی چھٹیوں ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ - مارچ ۱۹۳۷ء کو ہوگی جماعتیں اپنے اپنے نمائندگان کا انتخاب کر کے ایک ماہ کے اندر اندر دفتر ہذا کو اطلاع دیں۔ آخری اعلان جو ۲۸ جنوری ۱۹۳۷ء کے الفضل میں ہوا اس کی رو سے ۲۸ فروری ۱۹۳۷ء تک تمام جماعتوں کی طرف سے مجھے انتخابات کی اطلاعات پہونچ جانی چاہئیں۔ لیکن آج ۱۸ فروری ۱۹۳۷ء تک صرف سیالکوٹ شہر۔ افبہ۔ گوجرانوالہ شہر۔ شہر جہلم۔ میانوالی خانا نوالی۔ راولپنڈی۔ نوشہرہ چھاؤنی اور شہر بنوں کی جماعتوں کی طرف سے انتخاب کی اطلاعیں آئی ہیں۔ براہ مہربانی عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ فوری توجہ فرمائیں۔ اور مندرجہ ذیل شرائط کے ماتحت جلد سے جلد نمائندگان کا انتخاب کر کے دفتر ہذا میں اطلاع دیں۔

رپورٹ ہائے مجلس شاورت ہر سال جماعتوں کو بھجوائی جاتی رہی ہیں۔ مگر تاہم بعض ضروری امور نمائندگان کے انتخابات کے متعلق درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

(۱) احمدی جماعتوں کو ایسے لوگوں کو اپنے نمائندے منتخب کرنیکی کوشش کرنی چاہیئے۔ جو واقعہ میں نمائندے کہلا سکیں۔ نمائندے منتخب کرنے میں جماعتیں بہت احتیاط سے کام لیا کریں۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ بعض جماعتوں میں سے ایک ایسے شخص کو نمائندہ منتخب کر کے بھیجدیا جاتا ہے۔ جس کی آواز جماعت میں کوئی اثر نہیں رکھتی۔ اس کے متعلق محض یہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ اس وقت فارغ کون ہے۔ پھر خواہ روزانہ مشوروں میں کبھی ان سے شورہ نہ لیا جاتا ہو۔ اور اس کی رائے کو کچھ وقعت نہ دی جاتی ہو۔ محض اس لئے کہ ہمیں اور کام ہیں۔ اسے مجلس شاورت کے لئے بھیج دیا جاتا ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک جماعت کا امیر تو نہیں آتا۔ اور کسی دوسرے کو بھیج دیتا ہے۔ ایسے لوگ نہیں جانتے۔ کہ اس طرح نہ صرف جماعت کے مشوروں کو نقصان پہونچتا ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے جو نظام مقرر کیا ہے۔ اس کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔ اور اس طرح وہ اپنے آپ کو نقصان پہونچاتے ہیں۔ ایسے لوگ جو سلسلہ کے مقام کا ادب و احترام نہیں سمجھتے۔ یہ نہیں جانتے۔ کہ یہ خدا تعالےٰ کا احسان ہے۔ کہ کسی کو اس مجلس میں نمائندہ بنایا جاتا ہے۔ جو تمام دنیا کے حالات ڈھالنے والی ہے۔ اور یہ خدا تعالےٰ کا انہیں عزت دیتا ہے۔ اور اتنی بڑی عزت دیتا ہے کہ اگر ہفت اقلیم کا بادشاہ بھی ہو۔ تو وہ اس مجلس کی ممبری جس نے آئندہ دنیا کو ڈھالنا ہے۔ بہت بڑی عزت سمجھیگا۔ پس احمدی جماعتوں کو نمائندوں کے انتخاب میں احتیاط سے کام لینا چاہیئے اور بہترین آدمی کو انتخاب کر کے بھیجنا چاہیئے۔

ہمارے مشورے نہائت اہمیت رکھتے ہیں۔ دیکھو ان نمائندوں پر یہی ذمہ واری کتنی بڑی ہے۔ کہ آئندہ جب خلافت کے انتخاب کا سوال درپیش ہوگا۔ تو مجلس شوریٰ کے ممبروں سے ہی اس کے متعلق رائے لی جائے گی۔ یہ کتنا اہم اور نازک سوال ہے۔ پھر کیوں با اثر لوگوں کو نمائندہ منتخب نہیں کیا جاتا۔ اگر خدا تعالےٰ کی حفاظت نہ ہو تو کتنے خطرناک نتائج نکل سکتے ہیں۔ ایک شخص جو خود واقف نہ ہوگا۔ کسی شخص کی لسانی یا ظاہری حالت کو دیکھ کر کہہ سکتا ہے۔ کہ یہی خلیفہ ہو۔ حالانکہ خلافت کے لئے جتنے اوصاف کی ضرورت ہے۔ وہ اس قدر مختلف اور پیچ در پیچ ہیں۔ کہ اگر اس بارہ میں ذرہ بھی غفلت سے کام لیا جائے۔ تو جماعت کی تباہی آسکتی ہے"!

(۲) دوسرا فیصلہ جو اس سلسلہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے مجلس شاورت ۱۹۳۶ء کے موقعہ پر فرمایا تھا وہ یہ ہے۔ کہ جو لوگ احمدیوں میں سے باوجود مرکزی دفتر یا مقامی کارکنان کے سمجھانے کے داڑھی نہ رکھیں۔ ان کو مجلس شاورت کا نمائندہ نہ بنایا جائے۔

(۳) جن جماعتوں کے ایسے افراد جن پر چندہ عائد ہوسکتا ہو اکیس یا اس سے زائد ہوں۔ وہاں سے نمائندہ صرف ایسا شخص ہی مقرر کیا جائے۔ جو باشرح اور باقاعدہ چندہ دینے والا ہو۔ اور اس کے ذمہ کوئی بقایا نہ ہو:

(۴) کسی طالب علم کو کوئی جماعت اپنا نمائندہ منتخب نہیں کرسکتی:

(۵) امرار جماعتہائے احمدیہ بلا انتخاب بطور نمائندہ مجلس شاورت میں شامل ہوسکتے ہیں۔

(نوٹ) اگر کسی احمدی دوست کا آپ شوریٰ میں شامل ہونا ضروری سمجھیں۔ مگر حسب شرائط نمائندہ نہ ہوسکتا ہو۔ تو اس کے لئے علیحدہ درخواست بھجوانے پر مناسب کارروائی کی جاسکتی ہے:

(پرائیویٹ سکرٹری)

احمدی خواتین کے متعلق ایک اہم مسئلہ

گذشتہ مجلس شاورت میں سلسلہ کی مالی مشکلات کے دور کرنے کے سلسلہ میں ایک تجویز سب کمیٹی نے یہ بھی پیش کی تھی۔ کہ "مستورات کے چندہ کی تشخیص پر زور دیا جائے" یعنے جو احمدی عورتیں چندہ دینے کے قابل ہوں۔ ان کے لئے چندہ ادا کرنا ایسا ہی ضروری ہو۔ جیسا کہ مردوں کے لئے ضروری ہے"

اس کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے یہ فیصلہ فرمایا:۔

"چونکہ اس بارہ میں عورتوں کو رائے دینے کا موقعہ ملنا چاہیئے۔ اس لئے اسے اگلی مجلس شاورت تک ملتوی کیا جاتا ہے۔ بیت المال اور اخبار والوں کو چاہیئے۔ کہ اس کے متعلق آراء تیار کریں"۔

پس احمدی خواتین اور ذمہ وار اصحاب سے گزارش ہے۔ کہ وہ اس سوال کے ہر پہلو کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔ ہم خواتین کو اس بارے میں اظہار رائے کا موقعہ دینے کے بعد اپنا خیال ظاہر کریں گے:

احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ کا عید کے موقعہ پر ہدیۂ زیب ٹریکٹ

احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ سالہا سال سے تبلیغی کام کر رہی ہے۔ آج تک بیسیوں قسم کے تبلیغی ٹریکٹ ایک لاکھ کی تعداد میں شائع کر چکی ہے۔ یہ ٹریکٹ عموماً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے مرتب کئے جاتے رہے ہیں۔ بعض ٹریکٹ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر فیلوشپ آف یوتھ کے لئے تحریر فرمائے۔ عید تبلیغی ٹریکٹ انجمن ہذا کا چوبیسواں ٹریکٹ ہے۔ اسے فیلوشپ نے نہائت خوبصورت شکل میں بلاکس بنا کر چھپوایا ہے۔ فیلوشپ کے ممبران کو یہ ٹریکٹ بھیجا جا رہا ہے۔ دوسرے احباب ایک روپیہ سیکڑہ کے حساب یہ خوبصورت تبلیغی تحفہ منگوالیں۔ اور عید کارڈوں کی بجائے یہی تحفہ احباب میں تقسیم کریں......

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک کشف پر مخالفین کا بے بنیاد اعتراض

(۲)

کشف کا تیسرا حصہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ کشف جو ازالۂ اوہام حاشیہ صفحہ ۷۷ پر درج ہے۔ اور جس کے بعض حصوں پر الفضل مورخہ ۱۸ فروری میں بحث کی جا چکی ہے۔ اس کا تیسرا حصہ یہ ہے۔ کہ آپ نے بحالتِ کشف فرمایا۔ "تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان" مخالفین ہم سے دریافت کرتے ہیں کہ قادیان کا نام قرآن شریف میں کس جگہ درج ہے۔ سو چونکہ خواب میں انسان کو جو کچھ بتایا جاتا ہے۔ وہ مجاز اور استعارہ کا رنگ اپنے اندر رکھتا ہے اس لئے ظاہری طور پر نہیں بلکہ مجاز اور استعارہ کے رنگ میں ہمیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ قرآن شریف میں قادیان کا نام کس جگہ درج ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ کہ حالتِ کشفی میں "میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شائد قریب نصف کے موقعہ پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔" (ازالۂ اوہام حاشیہ صـ۷۷) گویا قادیان کا نام قرآن شریف کے نصف کے قریب دائیں صفحہ پر کسی موقعہ پر برنگ مجاز و استعارہ ضرور آتا ہے۔ برنگ مجاز و استعارہ اس لئے کہ یہ ایک کشف ہے۔ اور جیسا کہ قبل ازیں عرض کیا جا چکا ہے۔ کشف کو ظاہر پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بھی اسی خیال کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "کسی کتابِ حدیث یا قرآن شریف میں قادیان کا نام لکھا ہوا نہیں پایا جاتا۔ اور یہ الہام جو براہین احمدیہ میں بھی چھپ چکا ہے۔ بصراحت و بآواز بلند ظاہر کر رہا ہے۔ کہ قادیان کا نام قرآن شریف میں یا احادیث نبویہ میں بطور پیشگوئی ضرور موجود ہے۔ اور چونکہ موجود نہیں۔ تو بجز اس کے اور کس طرف خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے قادیان کا نام قرآن شریف یا احادیث نبویہ میں کسی اور پیرایہ میں ضرور لکھا ہوگا" (ازالۂ اوہام حاشیہ صـ۷۶)

پس مجاز اور استعارہ کے پیرایہ میں ہمیں قرآن مجید کے نصف کے قریب اس کے دائیں صفحہ پر قادیان کا ذکر تلاش کرنا چاہیئے۔ قرآن مجید کا نصف بحساب شمارِ حروف سورۂ کہف کا لفظ ولیتلطف ہے۔ پس اس لفظ کے قریب کسی موقعہ پر قادیان کا ذکر اگر آ جائے۔ تو ہمارا مدعا ثابت ہوگا۔

فتنۂ دجال سے محفوظ رہنے کا علاج

یاد رکھنا چاہیئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص فتنۂ دجال سے محفوظ رہنا چاہے۔ وہ سورۂ کہف کی پہلی اور پچھلی دس آیتوں کی تلاوت کیا کرے۔ یہ سورۂ کہف کی دس آیتیں نصف قرآن کے قریب ہیں۔ ان دس آیتوں میں فتنۂ دجال کا کس رنگ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور اس سے محفوظ رہنے کا کیا طریق بتایا گیا ہے۔ اس کے متعلق جب ہم ان دس آیتوں پر غور کرتے ہیں۔ تو ان میں قالوا اتخذ اللہ ولدا کا فقرہ نظر آتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال کا فتنۂ عظیمہ توحید باری کے خلاف ہوگا۔ فتنۂ عظیمہ اس لئے کہ اتخاذ ولد کو خدا تعالےٰ کی طرف منسوب کرنا اتنا بڑا جرم ہے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ تکاد السمٰوٰت یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا۔ ان دعوا للرحمٰن ولدا۔ یعنے قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑے زمین شق ہو جائے۔ اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑیں۔ اس جرم کی وجہ سے کہ لوگوں نے خدائے رحمان کا بیٹا تجویز کیا۔ اللہ تعالےٰ نے جتنی الفاظ اتخاذ ولد پر اپنی غیرت کا اظہار فرمایا ہے اس سے ظاہر ہے کہ دنیا بھر میں اتخاذ ولد سے بڑھ کر اور کوئی جرم نہیں۔ کیونکہ اور کسی گناہ کے متعلق اس قسم کے تہدید آمیز الفاظ استعمال نہیں کئے گئے۔ دوسری طرف احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک فتنۂ دجال سے بڑا اور کوئی فتنہ نہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اتخاذ ولد کا جرم ہی وہ جرم ہے۔ جو فتنۂ دجال کے نام سے موسوم ہوگا۔

دجال کی وحدت شخصی نہیں بلکہ نوعی ہے

پھر قالوا اتخذ اللہ ولدا میں قالوا بصیغہ جمع لا کر یہ بھی ظاہر کر دیا۔ کہ دجال کی وحدت شخصی نہیں بلکہ نوعی ہے۔ اسی طرح مسیح موعود کی نسبت یکسر الصلیب فرما کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور بھی زیادہ اس امر پر روشنی ڈال دی۔ کہ مسیح موعودؑ کو جس دجال کے ساتھ مقابلہ کرنا پڑے گا۔ اس کا صلیب کے ساتھ تعلق ہوگا۔ یہ امور بالبداہت بتلاتے ہیں۔ کہ قالوا اتخذ اللہ سے مراد عیسائی قوم ہے۔ اور اس کا فتنہ وہی دجالی فتنہ ہے۔ جس کی نسبت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مکہ اور مدینہ کے سوا تمام روئے زمین کو پامال کر دیگا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ و مدینہ کو جو دجالی فتنہ سے محفوظ قرار دیا۔ تو یہ درحقیقت ان دونوں شہروں کی عزت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے جب کاسر الصلیب اور قاتل دجال سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اصلاحِ خلق کے لئے مبعوث فرمایا۔ تو آپ کو بتایا کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے علاوہ قادیان بھی خدا تعالےٰ کی نگاہ میں خاص اعزاز رکھتا ہے۔ اور ان تینوں کا اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں ذکر کیا گیا ہے۔

رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں

اب یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ ان دس آیتوں میں جو فتنۂ دجال کے مقابلہ کے لئے ہیں۔ مسیح موعودؑ کا جو قاتل دجال ہیں۔ کہاں ذکر ہے۔ اور قادیان کا نام اعزاز کے ساتھ کہاں درج ہے۔ اس کے متعلق ہمیں ان آیات میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو بعثتوں کا ذکر نظر آتا ہے۔ لینذر باسا شدیدا من لدنہ میں بعثتِ اولےٰ کا ذکر ہے۔ اور ینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولدا۔ میں بعثتِ ثانی کا۔ اس بعثتِ ثانی کے ذکر میں ایک آیت یہ بھی ہے کہ ام حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من اٰیاتنا عجبا۔ یہی آیت ہے جو معمولی تغیر کے ساتھ یعنے ان الفاظ میں کہ ام حسبتم ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من اٰیاتنا عجبا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر الہاماً نازل ہوئی۔ (تذکرہ صـ۱۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۷ - ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ

مسلمانان تحصیل بٹالہ کے حلقہ میں احرار کی شکست فاش

مسلمانان تحصیل بٹالہ کے اسمبلی کے الیکشن کا جو نتیجہ رونما ہؤا ہے۔ اس کے متعلق ہم نے لکھا تھا۔ گو چودھری فتح محمد صاحب کو اس دفعہ بعض ناگزیر بواعث کی وجہ سے بظاہر کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ لیکن خدا کے فضل سے امید کی جاتی ہے۔ کہ اور کئی جہت سے یہ الیکشن اپنے نتائج کے لحاظ سے جماعت کے لئے بابرکت ہوگا۔ موجودہ الیکشن میں بھی یہ ایک خوشی۔ اور کامیابی کا پہلو موجود ہے۔ کہ احرار جو اپنے آپ کو فاتح قادیان۔ اور فاتح احمدیت کہتے تھے۔ ان کے نمائندہ کو باوجود ان کی انتہائی کوشش کے ہمارے احمدی امیدوار سے کم ووٹ ملے۔

اس کے متعلق بعض ہندو اخبارات نے تعجب کا اظہار کیا ہے۔ کہ جب احمدی امیدوار بھی منتخب نہ ہو سکا۔ تو احراری نمائندہ کے ناکام ہونے پر احمدیوں کے لئے خوشی کا پہلو کیونکر نکل آیا ہے۔ چنانچہ "ملاپ" (۱۱ - فروری) نے لکھا ہے:-

"ایک حلقہ سے قادیانی اور احراری دونوں امیدوار کھڑے ہوئے تھے۔ ہوتی کا ٹھیکہ سمجھے۔ کہ بیچارے دونوں کے دونوں منہ دیکھتے رہ گئے۔ اور کوئی تیسرا امیدوار کامیاب ہوگیا۔ احراریوں نے سوگ منایا۔ کہ بہت بری شکست ہوئی۔ لیکن قادیانی اخبار لکھتا ہے۔ کہ کیا ہؤا۔ اگر قادیانی امیدوار ہار گیا لیکن اس میں برکت کی بات یہ ہے۔ کہ ہمارے امیدوار کے ووٹ احراری امیدوار سے زیادہ ہیں"

معاصر "ملاپ" اگر ان حالات کو پیش نظر رکھتا۔ جو گزشتہ دو تین سال میں جماعت احمدیہ کے خلاف احرار کی طرف سے وقوع پذیر ہوئے۔ اور پھر وہ یہ دیکھتا۔ کہ جماعت احمدیہ کے مرکز سے ایک احمدی امیدوار نے کھڑے ہو کر احراری نمائندہ سے زیادہ ووٹ حاصل کئے ہیں۔ تو اسے معلوم ہو جاتا۔ کہ ہم نے جس بات پر خوشی کا اظہار کیا ہے۔ وہ کوئی معمولی نہیں احرار کا دعوےٰ تھا۔ کہ انہوں نے جماعت احمدیہ کے مرکز پر حملہ کر کے اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہے۔ جماعت احمدیہ کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اور تمام مسلمانوں کو خصوصاً قادیان کے مضافات کے مسلمانوں کو انہوں نے بہت بڑی مصیبت سے مخلصی دلائی ہے۔ اور وہ احرار کے اس قدر ممنون ہیں۔ کہ ان کے کہنے پر اپنا سب کچھ قربان کر دینے کے لئے تیار ہیں۔ اس قسم کی بڑیں انہوں نے بارہا ہانکیں۔ اور اس لئے ہانکیں۔ کہ اصل حالات سے ناواقف مسلمانوں کے سامنے انہیں بطور کارنامہ رکھ کر ان کی جیبیں خالی کرائیں اس میں ان کو بہت کچھ کامیابی بھی ہوئی اور جن لوگوں تک ہماری آواز نہیں پہنچ سکتی تھی۔ یا جنہوں نے ہماری باتوں کو قابل اعتناد نہ سمجھا۔ وہ خیال کرنے لگ گئے۔ کہ احرار جو دعوے کر رہے ہیں۔ وہ سچے ہیں۔ لیکن حقیقت اس کے بالکل خلاف تھی۔

اس میں شک نہیں۔ کہ احرار نے دوسروں کے بل بوتے پر قادیان میں جماعت احمدیہ پر نہایت ہی انسانیت سوز مظالم کئے۔ اور مضافات قادیان۔ کہ احمدیوں پر بھی لوگوں سے کرائے۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں۔ کہ مضافات قادیان کے شریف مسلمانوں اور غیر مسلموں نے احرار کا آلۂ کار بننا قطعاً پسند نہ کیا۔ بلکہ ان سے متنفر رہے اور جماعت احمدیہ کے حسن سلوک کے ممنون۔ مگر احرار یہی دعوٰے کرتے رہے۔ کہ انہوں نے قادیان اور مضافات قادیان کے غیر احمدیوں کا بچہ بچہ اپنا ہمنوا بنا لیا ہے۔ اور وہ ان کے اشاروں پر چلنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ ان حالات میں اسی حلقہ سے ایک احمدی امیدوار کا کھڑے ہو کر احراری نمائندہ سے زیادہ ووٹ حاصل کر لینا احرار کی اتنی بڑی شکست ہے۔ کہ جس نے ان کو کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بالفاظ "ملاپ" "احراریوں نے سوگ منایا۔ کہ بہت بڑی شکست ہوئی"

پھر سابقہ حالات کے علاوہ دوران الیکشن میں احرار نے جو جو ڈھینگیں ماریں اور جس طرح اپنی مزعومہ کامیابی کے متعلق دعوے کئے۔ ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے بھی احمدی امیدوار کے مقابلہ میں ان کے امیدوار کا کم ووٹ حاصل کرنا ان کے لئے بہت بڑی ہزیمت ہے۔ اس سلسلہ میں ہم صرف ایک پوسٹر کے چند الفاظ پیش کرتے ہیں۔ جو صدر احرار مولوی حبیب الرحمن نے "تحصیل بٹالہ کے مسلمانو! ایمان کی آزمائش کا وقت آ گیا" کے عنوان سے شائع کیا۔ اور جس میں انہوں نے جماعت احمدیہ کے خلاف لوگوں میں اشتعال پیدا کرنے کی انتہائی کوشش کرتے ہوئے یہی مطالبہ نہیں کیا۔ کہ وہ احراری نمائندہ کو کامیاب بنائیں۔ بلکہ یہ بھی کہا۔ کہ باقی امیدواروں خصوصاً احمدی امیدوار کی ضمانت ضبط کرائیں۔ چنانچہ لکھا:-

"بٹالہ کی تحصیل میں قصبہ قادیان آباد ہے۔ جہاں پر جھوٹی نبوت کا پودا لگایا گیا۔ پچاس سال تک نشوونما پانے کے بعد قریب تھا۔ کہ وہ جڑیں پکڑے۔ لیکن خاتم النبیین کے عشاق یعنی مجلس احرار نے اس پر ایسا حملہ کیا کہ جھوٹی نبوت کا درخت ہر طرف سے کٹ گیا یہ انتخاب اس کو جڑوں سے نکالنے والا ہے۔ کل ہندوستان کے مسلمان۔ حکومت۔ دشمن و دوست بٹالہ کے مسلمانوں کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ کہ آیا بٹالہ کے مسلمان کس کا ساتھ دیتے ہیں۔ مرزائیوں کا۔ یا احرار کا۔ یہ ووٹ نہیں ہوں گے۔ بلکہ مرزائیوں کو مسلمان سمجھنے والوں اور کافر سمجھنے والوں کی گنتی ہو گی۔ حاجی محمد خاں کی صرف کامیابی اسلام کی فتح نہیں کہلائیگی فتح جب ہے۔ کہ مخالفین کی ضمانتیں ضبط ہوں۔ ساڑھے تیرہ ہزار ووٹروں میں سے جو مسلمان ہے۔ اس کا ووٹ صرف حاجی محمد خاں کو ملنا چاہیئے۔ تاکہ موافق اور مخالف کو معلوم ہو۔ کہ تحصیل بٹالہ کے مسلمان حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے پیچھے ہزاروں کی تعداد میں صرف جمعہ پڑھنے والے نہیں۔ بلکہ ووٹ دیتے وقت بھی انہی کے تابعدار ہیں"

ان سطور کا ایک ایک لفظ بتا رہا ہے کہ احرار کو تحصیل بٹالہ کے مسلمانوں میں اپنے اثر و رسوخ پر کتنا بڑا گھمنڈ تھا۔ اور وہ اس انتخاب میں نہ صرف اپنے نمائندہ کی کامیابی کے دعویدار تھے۔ بلکہ احمدی امیدوار کی ضمانت ضبط کرانے کے بھی خواہش مند تھے۔ مگر ہؤا کیا یہ کہ ان کے نمائندہ کو احمدی امیدوار سے بہت کم ووٹ ملے۔ اور اگر بعض مخصوص حالات کا ہمیں سامنا نہ ہوتا۔ تو احمدی امیدوار کی کامیابی یقینی تھی۔

یہ ہیں وہ حالات جن کو پیش نظر رکھ کر باوجود اس کے کہ احمدی نمائندہ کامیاب نہیں ہو سکا ہم احرار کے مقابلہ میں اپنے آپ کو کامیاب سمجھتے ہیں۔ اور خود احرار کے معیار کے رو سے یہ ہماری کامیابی ہے۔ کیونکہ ان کے صدر صاحب لکھ چکے ہیں "کل ہندوستان کے مسلمان۔ حکومت۔ دشمن و دوست بٹالہ کے مسلمانوں کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ کہ کس کا ساتھ

جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس آیت میں اصحاب الکہف سے مراد گذشتہ واقعہ کے لحاظ سے گو زمانہ سابقہ کے بعض اصحاب بھی ہوں۔ لیکن زمانۂ مستقبل کے لحاظ سے اس آیت کا مسیح موعود۔ اور آپ کی جماعت کے ساتھ تعلق ہے۔ پس جیسا کہ اس سے پہلی آیت یعنی قالوا اتخذ اللّٰہ ولدا میں دجال کا ذکر کیا گیا ہے۔ ام حسبت ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من اٰیاتنا عجبا میں مسیح موعود اور آپ کی جماعت کا ذکر کیا گیا ہے

کہف اور قادیان

لفظ کہف جو اس آیت میں آیا ہے اس کے معنے اگرچہ غار کے ہیں۔ مگر اکثر حفاظت اور امن کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ یہ کہف جو دجالی فتنہ سے محفوظ رہنے کا یقینی ذریعہ ہے۔ موجودہ زمانہ میں قادیان ہی ہے کیونکہ جس طرح کہف ملجا و ماوی اور پناہ ڈھونڈنے والوں کے لئے مامن ہوتی ہے۔ اسی طرح آج قادیان بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفائے کرام کی برکت سے دین کی حفاظت کے لحاظ سے کہف کی طرح مامن و ماوی ہے۔ اسی کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ اشعار بھی اشارہ کرتے ہیں۔ کہ ؎

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار
پشتیٔ دیوارِ دیں اور مامنِ اسلام ہوں
نارسا ہے دستِ دشمن تا بفرقِ ایں جدار

پس کہف کا لفظ اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لئے لایا گیا ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی۔ کہ سورۂ کہف کی پہلی دس آیتوں کی تلاوت کرنے والا فتنۂ دجال سے محفوظ رہے گا۔ اور بتایا گیا ہے کہ جو لوگ فتنۂ دجال سے محفوظ رہیں گے وہ اصحاب الکہف قرار پائیں گے اس صورت میں اصحاب الکہف کو اصحاب الامن والحفاظت اور اصحاب القادیان بھی کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ آج وہ کہف جو دنیا بھر میں فتنۂ دجال سے محفوظ رکھنے کے لئے طالبانِ حق کے لئے بطور مامن ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقدس مقام قادیان ہی ہے:۔

قادیان کا اعزازی نام

پس قادیان کا اعزازی و توصیفی نام جو قرآن کریم کے نصف کے قریب لکھا ہوا دکھایا گیا۔ الکہف ہے جو فاوٗا الی الکہف کے الفاظ میں نصف کے قریب قرآن شریف کے دائیں صفحہ پر لکھا جاتا ہے۔ اور جماعت احمدیہ کا نام اصحاب الکہف والرقیم۔ کیونکہ آپ کی جماعت ہی ہے۔ جو مرکزِ سلسلہ سے مضبوطی سے تعلق رکھتی ہے۔ اور ایک نظام میں ایسی خوبی سے منسلک ہے۔ کہ بیعت پر اُن کے نام لکھے جاتے۔ اور مرنے پر ان کے مزار پر کتبے لگا دیئے جاتے ہیں:۔

علاوہ ازیں اصحاب الرقیم کے لفظ میں تحریر کے اس کام کی طرف بھی اشارہ ہے جس سے حضرت مسیح موعود کی جماعت اشاعتِ اسلام کر رہی ہے:۔

حجج الکرامہ میں بھی لکھا تھا۔ کہ ابن عباس گفتہ مرفوعاً۔ کہ اصحاب الکہف اعوان مہدی اند (صفحہ ۲۹۶) یعنی ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ اصحاب الکہف مہدی معہود کے مددگار ہوں گے:۔

پس اس میں کچھ بھی شبہ نہیں۔ کہ جماعت احمدیہ کا سورۂ کہف میں اللہ تعالےٰ نے ذکر فرمایا۔ اور قادیان کا اعزازی نام قرآن شریف میں اس رنگ میں آیا۔ ہاں اس کے سمجھنے کے لئے وہ عقل درکار ہے جو تقوےٰ کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے حاصل ہوتی ہے:۔

خدمتِ اسلام ”حج اکبر“ ہے؟

”زمیندار“ کا اعتراف

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کی بے نظیر خدمت کی۔ اس راہ میں ہر قسم کی قربانی کی۔ حضور علیہ السلام کی اس خدمت کا دشمنوں تک کو اقرار ہے۔ آپ کی اسی کے قریب کتابیں اس کا زندہ ثبوت ہیں۔ آپ کی پیدا کردہ جماعت اور حضور کا اپنے اتباع میں خدمتِ دین کی غیر معمولی رُوح کا نفخ کر دینا ناقابلِ تردید براہین ہیں۔ کہ اس زمانہ میں اسلام کا بہترین خدمت گزار حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود باجود میں ظاہر ہوا ہے۔ لیکن چونکہ شروطِ حج حضور علیہ السلام کے لئے متحقق نہ ہوئے۔ اس لئے آپ نے حج نہ کیا۔ اور غیر احمدی متعصب ہمیشہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حج نہ کرنے کو بطور اعتراض پیش کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ عام اسلامی مسئلہ ہے۔ کہ جب حج کے شرائط نہ پائے جائیں۔ حج فرض ہی نہیں ہوتا۔

آج ہم ذیل میں سلسلۂ احمدیہ کے معاند اخبار ”زمیندار“ کا ایک اقتباس پیش کرتے ہیں۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ ہمارے دشمنوں کی نظر میں بھی خدمتِ اسلام ”حج اکبر“ ہے۔ چنانچہ ۱۴۔ فروری ۱۹۳۷ء کی اشاعت میں الشیخ جمال الدین افغانی کے حالات کے ذکر میں ”زمیندار“ لکھتا ہے:۔

”آپ پٹھانوں کو لڑتا چھوڑ کر حج کو روانہ ہو گئے۔ سویز سے آپ مکہ معظمہ جانے کے بجائے قاہرہ چلے گئے۔ وہاں آپ کا کل چالیس دن قیام رہا۔ **قاہرہ سے آپ نے حج اکبر کا احرام باندھا۔ یعنی قسطنطنیہ کا قصد فرمایا۔ تاکہ اسلام کے مرکز کو مغربی خطرہ سے آگاہ کریں۔**“ (صفحہ ۵۔ کالم ۳)

اہل اسلام غور فرمائیں۔ کہ اگر قسطنطنیہ کا قصد کرنا ”حج اکبر“ ہے۔ اور اس کے باشندوں یا سلطان کو مغربی خطرہ سے آگاہ کرنا ”حج اکبر“ ہے۔ تو اسلام کی بے مثال خدمت بجا لانا۔ اور اس خدمت کے لئے اکنافِ عالم میں اسلام کی دعوت دینے والی ایثار پیشہ جماعت پیدا کر دینا کیوں ”حج اکبر“ نہیں؟ کیا اندریں حالات جو لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ظاہری حج بجا نہ لا سکنے کا اعتراض کیا کرتے ہیں۔ وہ حق پسند کہلا سکتے ہیں؟ - خاکسار ابوالعطاء۔ جالندھری۔

نظارت بیت المال کی طرف سے احباب جماعت کی خدمت میں چند سوالات

کیا آپ نے ”الفضل“ مجریہ ۸ر دسمبر ۱۹۳۶ء میں تحریک بعنوان ”مالی مشکلات کے حل کے لئے نئی تجاویز“ کا مطالعہ کیا ہے۔ اور اس کی تعمیل میں:۔

ا۔ تحریکِ قرضہ ایک لاکھ میں حصہ لیا ہے؟ ب۔ اپنا کوئی روپیہ جو خاص اغراض مثلاً تعمیر مکان یا بیاہ شادی یا تعلیم بچگان کے لئے جمع ہو۔ بطور امانت ذاتی خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل کر دیا ہے؟ ج۔ اپنے حصہ آمد۔ چندہ عام میں اضافہ کیا ہے؟ د۔ (موصیوں کے لئے) اپنی زندگی میں حصہ جائداد ادا کرنے کی کوشش کی ہے؟ ھ۔ کیا ریزرو فنڈ کے لئے چندہ جمع کرنے کا عزم کر کے جو رقم وصول کرنے کی آپ امید رکھتے ہیں۔ اس سے نظارت بیت المال کو مطلع کیا ہے؟ نوٹ:۔ (۱) تحریک قرضہ میں ایک سو اور اس سے اوپر سینکڑوں میں رقمیں قبول کی جاتی ہیں۔ (۲) حصہ آمد اور چندہ عام کے اضافہ کی اطلاع دیتے ...

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے متعلق ایک آسمانی شہادت

تنتیس ۳۳ سال قبل کا ایک دلچسپ واقعہ

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے کئی بار ارشاد فرمایا ہے۔ کہ احباب کو سالانہ جلسہ پر آکر ادھر ادھر پھر کر وقت ضائع نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ تمام تقاریر کو غور سے سننا چاہیئے اور بجز خاص ضرورتوں کے جلسہ گاہ سے غیر حاضر نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ہمارے سالانہ اجتماع کی دنیاوی میلوں والی کیفیت نہیں۔ بلکہ اس کی غرض حصول تزکیہ نفس ہے۔ نیز آپ کا ارشاد ہے۔ کہ محترم ہستیوں مثلاً حضرت ام المومنین۔ خاندان نبوت کے دیگر ممبران اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ سے ملنا چاہیئے۔ اور جو مقامات مقدسہ ہیں انہیں دیکھنا چاہیئے مثلاً مسجد مبارک۔ مسجد اقصےٰ۔ منارۃ المسیح و بہشتی مقبرہ وغیرہ جن میں سے منارۃ المسیح میرے ذوق کے مطابق دنیاوی حکومتوں کے War memorials. بڑے بڑے بلند میناروں کی طرح ہے جن پر ایسے افسروں اور سپاہیوں کے نام کندہ ہوتے ہیں۔ جنہوں نے دشمن کے مقابلہ کے وقت میدان جنگ میں جان دے دی ہوئی ہوتی ہے۔ اور جس سے حکومتوں کی غرض یہ ہوتی ہے کہ ایسے بہادروں کے نام ہمیشہ زندہ رہیں۔ اور دوسروں کے لئے باعث تحریک ہوں۔ اور بہشتی مقبرہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان بہادر سپاہیوں کی خوابگاہ ہے۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے اور آپ کے بعد احمدیت کے جنگ عظیم میں جو شیطان اور اس کے لاتعداد لشکر سے جاری ہے اپنی جانیں قربان کیں۔ اور مخلوق خدا کی اصلاح کی کشمکش میں جانی۔ مالی۔ قلمی۔ اور خاص دعاؤں کی مصروفیت کے گھمسان یعنے جہاد اکبر میں شامل ہو کر آخر دم تک اسی پیکار میں مشغول رہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے میدان جنگ سے واپس بلائے گئے۔ نیز پرانی آبادی کے باہر آبادی نو کی جگہوں پر جاکر سلسلہ کی ترقی اور اپنے لئے دعائیں کرنی چاہئیں۔

میں اس حکم کی تعمیل میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی خدمت میں ۲۹ دسمبر ۱۹۳۶ء کو حاضر ہوا۔ جناب مفتی صاحب اولین صحابہ میں سے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے ان کو حقیقی اخلاص بخشا ہے۔ اور بڑی بات یہ کہ ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں انگریزی کتب مثلاً بائیبل و دیگر یورپین مصنفین کی تصنیفات۔ اور عبرانی زبان کی مشہور کتب کے حوالہ جات کا ترجمہ کرکے پیش کرنے کا عظیم الشان شرف حاصل ہے۔ اس وقت ایک افغان دوست معہ اپنے دو بالغ لڑکوں کے جو غالباً چارسدہ کے رہنے والے ہیں۔ مفتی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مجھ سے پہلے رحیم خان صاحب طفلک کے والد صاحب موجود تھے۔ پہلے مفتی صاحب نے رحیم خان گم شدہ کے متعلق دعا کرنے کا ذکر کیا۔ پھر افغان دوست کے سوال پر کہ مصلح موعود والی جو پیشگوئی ہے کیا وہ حضرت خلیفہ ثانی پر چسپاں ہوتی ہے۔ مفتی صاحب نے جواب دیا۔ کہ حضرت خلیفہ ثانی کے ہاتھ سے جو اللہ تعالےٰ نے اصلاح جماعت اور اشاعت و تبلیغ و استحکام سلسلہ کا کام کرایا ہے۔ اس سے تو صاف عیاں ہے۔ کہ وہ پیشگوئی آپ پر چسپاں ہوتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ حالات۔ اور ضرورت زمانہ کے مطابق ہر برگزیدہ انسان سے کام لیتا ہے ممکن ہے کہ یہی کام کسی اور رنگ میں دوسرے وقت پر کسی اور وجود سے بھی ظہور پذیر ہو۔

پھر افغان دوست نے تجلیات الٰہیہ کے نامکمل رہنے کے متعلق سوال کیا۔ تو مفتی صاحب نے فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سب کام اللہ تعالےٰ کے حوالے تھے۔ یعنے اللہ تعالیٰ کے اذن اور حکم کے مطابق ہوتے تھے۔ مثلاً حضور ایک کتاب لکھ رہے ہوتے تھے ابھی مضمون مکمل نہیں ہوا۔ کہ اسی دوران میں کسی دوست نے عرض کیا۔ کہ حضور فلاں مولوی نے فلاں فلاں اعتراضات کئے ہیں۔ تو وہ کتاب درمیان میں ہی رہ جاتی۔ اور ان نئے اعتراضات کا جواب لکھا جانا شروع ہو جاتا۔ پھر کسی غیر مذہب والے کی کتاب یا اشتہار ملاحظہ سے گزرتا۔ جس میں اللہ تعالےٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا اسلام پر بیجا حملے کئے ہوئے ہوتے۔ تو فوراً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پہلے دونوں کاموں کو چھوڑ کر یہ تیسرا کام شروع فرما دیتے۔ اور اس تیسرے کام کی تکمیل سے پہلے کسی اور اعتراض کا ذکر آجاتا تو اس کا جواب بھی اس میں داخل کر دیتے یہاں تک کہ یہ سب ایک کتاب کی شکل میں مکمل ہو کر شائع ہو جاتے۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سب تصانیف کا یہی حال تھا۔ اور یہی حالت تجلیات الٰہیہ کی ہے۔ اس کے بعد خواب اور رؤیا سے جو کام اللہ تعالےٰ لیتا ہے۔ اس کا ذکر شروع ہونے پر مفتی صاحب نے اپنے ایک رؤیا کا جو ۱۹۰۳ء کا ہے ذکر فرمایا۔ اس وقت مفتی صاحب مدرسہ قادیان میں ہیڈ ماسٹر تھے۔ غالباً دسمبر کا مہینہ تھا۔ کہ رؤیا میں جناب مفتی صاحب کو رات کے آخری حصہ میں قریباً چار بجے ایک کاغذ کے پرزہ پر موٹے قلم سے مندرجہ ذیل عبارت لکھی ہوئی دکھائی گئی۔

"محمد نظام الدین مسجد قطب شاہی آصف آباد"

مفتی صاحب نے بیدار ہو کر اسی وقت اپنی عادت کے مطابق کاغذ پر پنسل سے یہ عبارت لکھ لی۔ اور صبح کو جب مدرسے میں گئے۔ تو سکول کے استادوں اور بعض طلبا کے پاس اس رؤیار کا ذکر کیا۔ سب نے رائے دی۔ کہ ایک کارڈ اسی پتہ پر جو رؤیا میں دکھایا گیا ہے لکھ دیا جائے۔ اور یہ لکھا جائے۔ کہ آپ اپنے حالات سے اطلاع دیں۔ چنانچہ کارڈ لکھ دیا گیا۔ جس میں رؤیار کا ذکر نہ تھا۔ پھر دو ہفتہ کے انتظار کے بعد جب کارڈ کا جواب نہ آیا۔ تو بند لفافہ اسی پتہ پر بھیجا گیا۔ جس میں دوستوں کے مشورہ سے رؤیا کا ذکر بھی کر دیا گیا۔ مگر وہ لفافہ دس بارہ روز کے بعد Dead Letter Office سے عدم پتہ ہونے کی وجہ سے مفتی صاحب کو واپس آگیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور مفتی صاحب نے اس رؤیار کا ذکر کیا۔ تو حضور نے فرمایا اس میں کوئی بات ہے۔ جو اللہ تعالیٰ ظاہر فرمائے گا۔ چنانچہ D.L.O سے لفافہ واپس آنے کے قریباً ڈیڑھ ہفتہ بعد اس پہلے کارڈ کے جواب میں جس کے جواب سے مفتی صاحب کو مایوسی ہو چکی تھی۔ ایک شخص مسمی محمد نظام الدین صاحب کی طرف سے خط ملا۔ جس میں انہوں نے عبارت مندرجہ ذیل تحریر کی۔ "آپ کا کارڈ مجھ کو دیر میں ملا۔ کیونکہ پتہ میں اگر حیدر آباد دکن لکھ دیتے تو جلد مل جاتا۔ مگر بہر حال کارڈ مجھ کو مل گیا ہے۔ میں ہمہ ایپرے ہوار کا مدرسہ میں ملازم ہوں۔ آپ کا کارڈ چونکہ قادیان سے آیا ہے۔ اس لئے مجھ کو خدا تعالےٰ نے ماہ دسمبر گذشتہ میں قادیان کے متعلق عظیم الشان خواب دکھایا ہے۔ وہ میں عرض کرتا ہوں۔ کہ میں نے رات کے آخری حصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عالی شان دربار لگا ہوا دیکھا۔ جس میں گذشتہ انبیاء و صلحاء موجود تھے۔ اور رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم دربار میں ممتاز جگہ جو فرش سے اونچی تھی۔ کرسی پر تشریف فرما تھے۔

کہ اتنے میں ایک صاحب آئے جن کا ہاتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پکڑ کر اپنے پاس انکو بٹھالیا۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ یہ میرزا غلام احمد صاحب قادیان میں نازل ہوئے ہیں۔ اور ۱۳۰۰ سال کے بعد یہ میرے وجود میں ظاہر ہوئے ہیں۔ اس لئے میں آئندہ محض ان لوگوں کی شفاعت کروں گا۔ جو ان کو قبول کرینگے۔ میں اس عظیم الشان نظارہ کے دیکھنے کے بعد سے قادیان پہونچ کر حضرت مرزا صاحب کی زیارت کے لئے بے چین ہوں۔ لیکن استطاعت کرایہ کی نہیں ہے۔ اس لئے فوراً حاضر نہ ہونے سے پریشان ہوں۔ بہرحال جلد سے جلد توفیق ملنے پر قادیان حاضر ہونے کی عزت حاصل کروں گا۔ آپ میرے لئے دعا کریں۔ کہ جلد حضرت مرزا صاحب کی قدم بوسی کرسکوں"۔

مفتی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اس خط کے چند ماہ بعد محمد نظام الدین صاحب قادیان پہونچ گئے۔ اور براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ اور اپنے خواب کا ذکر شروع کیا۔ تو حضرت صاحب نے فرمایا۔ اچھا آپ کے متعلق تو ہمارے مفتی صاحب نے بھی رویا دیکھا تھا۔ اور فرمایا کہ مفتی صاحب کو بلاؤ چنانچہ مفتی صاحب حاضر ہوگئے۔

مفتی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ محمد نظام الدین نے جن کی عمر اس وقت قریباً ۳۵-۳۶ سال کی معلوم ہوتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روبرو نہایت رقت بھرے لہجہ میں اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر اپنا مندرجہ بالا خواب مفصل طور پر بیان کیا۔

یہ اللہ تعالےٰ کے عجائبات ہیں کہ جس تاریخ اور جس رات کے آخری حصہ میں اِدھر قادیان میں مفتی صاحب کو موٹے حروف میں محمد نظام الدین صاحب کا نام اور پتہ دکھایا جاتا ہے۔ اسی تاریخ اور رات کے اسی حصہ یعنی آخری حصہ رات کو دوسری طرف علاقہ حیدرآباد میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار کا نظارہ میاں محمد نظام الدین صاحب دیکھتے ہیں۔

مفتی صاحب نے فرمایا کہ محمد نظام الدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور چند دن قادیان میں قیام کرکے اپنے وطن واپس ہوگئے۔ اور قریباً ڈیڑھ سال بعد فوت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

میاں محمد نظام الدین صاحب کیسے پاک انسان تھے۔ کہ ایک طرف قادیان میں ان کا پورا پتہ کاغذ پر ایک متقی انسان کی آنکھوں کے سامنے لایا جاتا ہے۔ جو اُسی وقت قلم بند کرلیا جاتا ہے۔ اور دوسری طرف اُسی گھڑی قادیان کی پاک بستی سے دور دراز کے فاصلہ پر یعنی حیدرآباد کے علاقہ میں حضور سرورِ کائنات نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان دربار کا نظارہ میاں نظام الدین صاحب دیکھتے ہیں۔ جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زبانِ مبارک سے تمام انبیاء وصلحاء کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود کو اپنا وجود قرار دیتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کی اتباع کو اس قدر ضروری قرار دیتے ہیں۔ کہ جو آپ کو قبول نہ کرے گا۔ اس کی شفاعت کرنے سے حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا ہے۔

اللہ اکبر! کس قدر جلیل القدر آسمانی شہادت ہے۔

مفتی صاحب فرماتے ہیں:۔

یہ رویا اخبار میں انہیں ایام میں شائع ہوچکا ہے۔ لیکن میرے دل نے مجبور کیا۔ کہ ۱۹۰۴ء کے رویاء کو جس پر آج ۳۳ سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ پھر شائع کردیا جائے۔ اس لئے میں نے یہ تمام حال اس نیت سے کہ یہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے متعلق عظیم الشان آسمانی شہادت ہے لکھ دیا ہے۔ غور کرنے والے سعید الفطرت اصحاب کو چاہیئے کہ وہ اس واقعہ پر غور کریں اور سوچیں کہ کیا یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے سلسلہ کی صداقت کا عظیم الشان ثبوت نہیں۔ اگر کوئی انسان مخلی بالطبع ہوکر اس واقعہ پر غور کرے تو وہ اسی میں حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت

الفضل کا ہفتہ وار مکتوب جاپان

جاپان کی پارلیمنٹ کے ایک خاص اجلاس سے پیدا شدہ صورت حالات

(الفضل کے خاص نامہ نگار کے قلم سے)

کوبے ۲۸ر جنوری (بذریعہ ہوائی ڈاک) وزیر جنگ اور مسٹر ہمادامیں توک جھونک کا ذکر اس سے پہلے مکتوب میں آچکا ہے۔ الفاظ کی اس جنگ کے نتیجہ میں کچھ ایسی شدید بجلی سی ایوان میں پیدا ہوگئی۔ کہ حکومت نے یہ یہ مناسب خیال کیا۔ کہ پارلیمنٹ کے اجلاس کو دو دن کیلئے ملتوی کردے۔ تاکہ فریقین کو اپنی آئندہ روش کے بارہ میں کماحقہ غور وخوض کا موقع مل جائے اور ساتھ ہی کئی رنگ میں یہ کوشش کی گئی کہ نزاع انتہائی صورت نہ اختیار کرے۔ مگر وزیر جنگ نے اس مرحلہ پر پہونچکر مستعفی ہوجانے کا پختہ عزم کرلیا۔ جیسا کہ انہوں نے بیان کیا ہے۔ ہماوا کی تقریر کی وجہ سے نہیں بلکہ اس لئے کہ وہ یہ محسوس کر رہے ہیں۔ اور کچھ عرصہ سے محسوس کرتے چلے آرہے تھے۔ کہ ملک کے اہم امور میں سیاسی پارٹیوں کا نقطۂ نگاہ اور فوجی حلقوں کے خیالات آپس میں اتنا بعد رکھتے ہیں۔ کہ کسی مقام پر اتحاد کی امید رکھنا بے سود ہے۔ اور موجودہ تذبذب اور بین بین کے طریق سے چونکہ کوئی بھی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔ اسی لئے انہوں نے ضروری جانا کہ اس کو ختم ہی کردیا جائے۔ تو بہتر ہے۔

مختلف جہات سے یہ کوشش کی گئی۔ کہ جنرل تیراوچی کو استعفےٰ پیش کرنے سے باز رہنے پر سمجھا بجھا کر راضی کرلیا جائے۔ مگر ان کے پختہ فیصلے کو بدلنے میں کوئی سعی کارگر نہ ہوسکی۔ اب وزیراعظم ہروتا کیلئے صرف دو ہی راستے تھے۔ وزارت جنگ کا عہدہ قبول کرنے کیلئے کوئی فوجی افسر پیدا کرنا جو جنرل تیراوچی کی جگہ لیلے اور یا پھر ساری کابینہ کا استعفےٰ داخل کردینا۔ مگر فوجی حلقوں کے موجودہ رویہ کے پیش نظر یہ بات تو محال اور ناممکن تھی کہ انہیں کوئی اور وزیر جنگ مل جائے۔ لہٰذا چار وناچار انکو اپنی کابینہ کا استعفےٰ داخل کرنا پڑا۔ ازاں بعد شہنشاہ جاپان نے جنرل اوگاکی کو حکم دیا۔ کہ نئی کابینہ کی تشکیل کریں۔ مگر جنرل اوگاکی کو یہ حکم ملنے پر پانچ دن گذر چکے ہیں اور ہنوز ان کی کوششوں میں وہی روز اول کا رنگ ہے۔ اور چنداں امید نہیں پڑتی۔ کہ وہ کابینہ بنانے میں کامیاب ہوجائینگے۔ جنرل اوگاکی فی زمانہ جاپان کے قابل ترین لوگوں میں سے ہیں۔ اور ان کی قابلیت کا اسقدر شہرہ ہے کہ پچھلے دس سال کے عرصہ میں جب کبھی کابینہ بدلی تو پبلک کا ذہن ضرور جنرل اوگاکی کی طرف منتقل ہوا۔ کہ شائد وہ آئندہ وزیراعظم ہونگے۔ مگر ان کی قابلیت مسلم ہونے کے باوجود ان کے وزیراعظم بننے میں ہمیشہ یہ روک حائل رہی ہے۔ کہ فوجی حلقے انکی تائید میں نہیں۔ بلکہ کھلی اور شدید مخالفت کرتے ہیں یہ دیکھتے ہوئے کہ اوگاکی خود فوجی ہیں اور فوج کے اعلےٰ ترین عہدہ سے فوجی خدمت سے ریٹائر ہوئے ہیں۔ یہ بات سمجھنی مشکل ہے۔ کہ فوجی حلقے کیوں ان کی مخالفت میں ہیں مگر بات یہ ہے کہ ایک گذشتہ موقعہ پر جب جنرل اوگاکی وزارت جنگ کے عہدہ پر ممتاز تھے۔ تو انہوں نے بین الاقوامی تخفیف اسلحہ کی گفت وشنید کے سلسلہ میں اس امر پر رضامندی کا اظہار کردیا۔ کہ جاپان دو فوجی ڈویژنیں کم کردیگا۔ جاپان کی عام ذہنیت اور خیالات کے نزدیک یہ فرو گذاشت نہایت درجہ ناقابل معافی ہے۔ مگر اس سے بھی زیادہ فوجی حلقوں میں جنرل اوگاکی کی مخالفت کی غالباً یہ وجہ ہے کہ ان پر شبہ کیا جاتا ہے کہ ان کے سیاسی خیالات میں لبرل رجحانات کی طرف ہے۔ کیونکہ یہ بات عام طور پر جانی ہوئی چیز ہے۔ کہ بہت سے معاملات میں انکے خیالات وسیع ہیں! اور یہ سیاسی پارٹیوں میں بھی وہ معقول اثر رکھتے ہیں

م کا بہت کسا سامان مخفی پائے گا۔ خاکسار عبدالمجید خاں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ریٹائرڈ کپور تھلہ

خیر وجوہ مخالفت خواہ کچھ ہی ہوں۔ وجود مخالفت میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ اور جاپان میں فوجی حلقوں کی مخالفت ایسی چیز ہے۔ کہ اس نے جنرل اوگاکی کے لئے مزید ترقی اور خدمت قوم کے اکثر راستے مسدود کر دیئے ہیں۔ جبکہ چند سال قبل جب ان کو کوریا کا گورنر جنرل مقرر کیا گیا۔ تو بہت سے لوگوں کو تعجب ہوا تھا کہ ان کو یہ عہدہ کیونکر مل گیا۔ کوریا کی گورنری سے جنرل اوگاکی پچھلے سال ہر طرح کی سرخروئی اور کامیابی کے ساتھ ریٹائر ہوئے۔ تو اسی وقت پریس کو اور بعض اہل نظر لوگوں کو یہ خیال گذرا تھا۔ کہ شاید ان کی واپسی کی وجہ سے کابینہ میں کوئی تبدیلی عمل میں آوے۔ مگر یہ غلط نکلا۔ اور جنرل اوگاکی شہروں سے الگ ہو کر تنہائی اور آرام سے زندگی بسر کرنے لگے۔

ہرو تا کابینہ کے مستعفی ہونے پر بادشاہ نے ان کو حکم دیا کہ وہ کابینہ کی تشکیل کریں۔ اور جنرل اوگاکی نے فوراً اپنے ٹوکیو کے مکان میں قیام اختیار کرتے ہوئے تعمیل ارشاد کے لئے جد وجہد شروع کر دی۔ پہلی ہی فرصت میں انہوں نے سابق کابینہ کے وزیر بحر اور وزیر جنگ سے ملاقات کر کے درخواست کی کہ وہ بتائیں کہ وہ اپنی جانشینی کے لئے کس کو پیش کرتے ہیں۔ دونوں وزراء نے اپنا جواب اس وقت تو محفوظ رکھا مگر بعد صلاح ومشورہ وزیر جنگ نے اطلاع دی کہ فوجی حکام کے ذہن میں جن تین افسروں کا نام تھا۔ ان تینوں نے ہی اس عہدہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ لہذا وہ اب مزید کچھ نہیں کر سکتے جنرل اوگاکی کا اگر کوئی ایسا فوجی عہدہ دار نہ ملا جو وزیر جنگ بننے پر رضامند ہو جائے تو ناچار انکو بادشاہ کی خدمت میں عذر کرتے ہوئے درخواست کرنی پڑیگی کہ شاہی حکم واپس لے لیا جائے۔

ناظرین کرام کو یاد ہوگا۔ چند ماہ قبل وزیر جنگ اور وزیر بحر کے تقرر کے قوانین میں ایک ترمیم کی گئی تھی جس کی رو سے اب ضروری ہے کہ ان عہدوں پر ممتاز ہونے والے اشخاص بحری اور بری فوج سے ریٹائر نہ ہو چکے ہوں بلکہ تقرری کے وقت بھی عہدیدار ہوں اگر یہ ترمیم پاس اور نافذ نہ ہو چکی ہوتی تو جنرل اوگاکی کو چنداں مشکل نہ پیش آتی کیونکہ اگر ان کو کوئی بھی آدمی نہ ملتا تو وہ خود اس بستہ کو سنبھال سکتے تھے مگر موجودہ صورت میں یہ بات ناممکن ہے۔ کیونکہ وہ فوج سے ریٹائر ہو چکے ہیں۔ اب اگر وہ فوجی وزارت کا بستہ اپنے پاس رکھنا چاہیں تو یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ وہ دوبارہ فوج میں شامل ہو جائیں۔ جس کے لئے موجودہ وزیر جنگ کی منظوری کی ضرورت ہے

مگر اخبارات کا بیان ہے کہ باوجود ان مشکلات کے جو جنرل اوگاکی کے راستہ میں حائل ہیں۔ وہ غیر معمولی طور پر مطمئن نظر آتے ہیں اور پریس میں چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں کہ اس کی کیا وجہ ہے۔

فوجی حلقوں کا پختہ عزم ہے کہ صرف اسی شخص کو وزیر اعظم بننے دیا جائے جو فوجی حکام کے خیالات سے پورا اتفاق رکھتا۔ اور وہ سیاسی پارٹیوں سے آئندہ کوئی سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار نہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر جنرل اوگاکی کو کابینہ بنانے میں کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ اور فوجی حلقوں نے اپنے ڈھب کے کسی آدمی کو آگے کیا تو سیاسی پارٹیاں آیا اس کے ساتھ تعاون کریں گی یا نہیں اگر نہیں تو وہ کیا طریق اختیار کریں گی۔ مگر ان سوالات کا جواب کسی کو معلوم نہیں جو کہا جا سکتا ہے۔ وہ صرف یہ کہ حالات ایک عجیب گورکھ دھندا سا بن کر رہ گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے پبلک میں گونا گوں اضطراب اور بے چینی ہے۔

مذہب اور خیالات کی تبلیغ و اشاعت انسان کا فطری حق ہے

تبدیل مذہب کے متعلق گاندھی جی کا رویہ

معروف انگریزی معاصر سن رائز لاہور ۱۳ فروری کا مقالہ افتتاحیہ جس میں گاندھی جی کے اس عجیب وغریب نظریہ کی۔ کہ تبلیغ واشاعت اور تبدیلی مذہب کے لئے مساعی کرنا ناپسندیدہ امر ہے۔ غیر معقولیت واضح کی گئی ہے۔ چونکہ نہایت دلچسپ ہے اس لئے اس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

اخبار "ہریجن" ۳۰ جنوری میں راجکماری امرت کور کے استفسار کا جواب دیتے ہوئے مسٹر گاندھی نے ایک بار پھر تبدیل مذہب کے خلاف اپنے جوش کا اظہار کیا ہے۔ اور اس دفعہ بھی ان کی دلیل وہی ہے۔ جسے وہ پہلے پیش کر چکے ہیں۔ ان کا نظریہ یہ ہے۔ کہ تمام مختلف مذاہب ایک دوسرے کے مشابہ ہیں اور آپس میں یکساں حیثیت رکھتے ہیں اس لئے ایک کا دوسرے کو اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش کرنا ملک کے امن کو برباد کرنے کے مترادف ہے۔

تبدیلی مذہب کے متعلق گاندھی جی کا رویہ ایک عام حیثیت رکھتا ہے۔ اور اس کا تعلق ہر قسم کی تبدیلی سے ہے۔ لیکن اس کا اظہار خصوصیت کے ساتھ ہندوستان کے متعلق کیا گیا ہے۔ اس معاملہ میں ہمارا رویہ بھی عام حیثیت رکھتا ہے ہم سمجھتے ہیں۔ کہ مذہب کی تبلیغ اور اس کی اشاعت کا حق ہر شخص کے لئے ایسا ہی اہم اور ضروری ہے۔ جیسا کہ اس کے لئے اس کا ماننا اور اس پر عمل کرنا۔ بنی نوع انسان کی روحانی ترقی کے لئے اشاعت اور تبدیلی ضروری چیز ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر بہت سی تحریکات فکر وعمل جو نوع انسانی کے لئے بے حد فائدہ کا موجب ہو سکتی ہیں۔ اور جنہیں ہم سرد مہری یا کبر وغرور کے جذبہ کے ماتحت اس چیز سے جو ہمارے پاس ہو زیادہ مفید اور بہتر نہیں سمجھتے۔ رک جاتی ہیں۔ اور ہم ان سے محروم رہ جاتے ہیں۔ فرض کرلو کہ مسٹر گاندھی بدھ مت۔ عیسائیت یا اسلام کے ظہور کے وقت پیدا ہوتے۔ اور عدم تبدیلی مذہب کی تحریک جاری کرتے۔ اور بالفرض ان کی تحریک کامیاب ہو جاتی۔ تو اس کا کیا نتیجہ نکلتا۔ اس کا نتیجہ یقیناً یہی ہوتا۔ کہ بدھ مت عیسائیت اور اسلام تینوں مذاہب سے باوجود یہ فرض کر لینے کے کہ وہ "ایک ہی باغ کے پھول ہیں" دنیا بالکل محروم رہ جاتی اس لئے ہمارے نزدیک تبلیغ واشاعت کا حق ترقی کے لئے ایک بنیادی شرط کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور یہ اسی طرح ضروری ہے۔ جس طرح کسی مذہب کا ماننا اور اس پر عمل کرنا۔

ہم سمجھتے ہیں۔ کہ جو چیز اعتقاد کے قابل ہے وہ یقیناً اس لائق بھی ہے کہ اس کی اشاعت کی جائے۔ تبدیلی خیالات ومذاہب کے متعلق ہماری یہ پوزیشن

جس طرح ایک عام شیت رکھتی ہے۔ اسی طرح ہندوستان کے متعلق بھی اس کی حیثیت یہی ہے۔ ہندوستان میں عیسائیت پہلے ہی ہتھیار ڈال چکی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ لوگوں کو اپنا ہمخیال بنانے کی آرزومند نہیں۔ راجکماری امرت کور کا منشا صرف یہ ہے۔ کہ مسیح کے لئے ہندو مذہب میں جگہ حاصل کی جائے چنانچہ اگر آج ہندو یسوع مسیح کے متعلق محض زبانی عقیدت کے اظہار کے لئے تیار ہوجائیں۔ خواہ ذہنی اور معاشرتی طور پر وہ ہندو ہی رہیں۔ تو آج ہی عیسائی اس بات کو غنیمت سمجھ کر ہندوستان میں اپنی مساعی کو ترک کر دینگے۔ لیکن مسلمانوں کے نزدیک مذہب کھیل نہیں۔ بلکہ وہ نہایت اہم اور پر متانت شے ہے۔ خدا تعالےٰ کا دنیا کی ہدایت کے لئے انبیاء کو مبعوث کرنا بے سود نہ تھا۔ اگر مختلف مامورین کو محض ایک دوسرے کے متبادل افراد قرار دے لیا جائے۔ تو اس سے یہی بہتر تھا۔ کہ خدا ان سے ہمیں بالکل محفوظ رکھتا۔ لیکن ظاہر ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کا بانئے اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کرنا عمل لاحاصل نہ تھا۔ اور پھر اس کا اسلام کو ہندوستان میں بھیجنا بے سود فعل نہ تھا۔ اگرچہ مختلف مذاہب کے درمیان تشبہ اور یکسانیت نظر آتی ہے۔ اور یہ امر تاریخی مذاہب کے مشترک روحانی منبع سے نکلنے کا ثبوت ہے لیکن یہ امر کہ مختلف مذاہب اپنی موجودہ ہیئتوں میں مکمل طور پر یکساں اور ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔ ممکن نہیں۔ خدا تعالےٰ کی ہستی انسان اور کائنات کے متعلق ان کے نظریات کی تفصیل اور ان کے عملی اخلاقی اور معاشرتی اثرات اس قدر مختلف اور جدا ہیں۔ کہ ان کے متعلق یہ امر تسلیم کرنے کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ کہ بنی نوع انسان کے فائدہ کیلئے وہ اپنے اندر مختلف المقدار استعداد و استطاعت رکھتے ہیں۔ انکی وسعتِ نظر میں اختلاف ہے۔ خدا تعالیٰ کی صفات کے متعلق انکے نظریے مختلف ہیں۔ مرد و عورت کے متعلق انکے خیالات میں اختلاف ہے اور انہیں سے اکثر (باستثنائے اسلام) مجلسی و معاشرتی اخلاق سکھانے کی استعداد

سے محروم ہیں۔ انفرادی اخلاق کے متعلق ان میں کسی قدر رہنمائی موجود ہو تو ہو۔ لیکن مجلسی ضابطہ اخلاق ان میں مفقود ہے۔ مذہبی نظریات کی بوقلمونی اور ان کے معاشرتی اثرات کی عدم یکسانیت اس امر کی تردید کرتی ہے۔ کہ مختلف مذاہب کے فوائد اور ان کی قدر و قیمت یکساں ہے۔ تبلیغ اور تبدیلیٔ مذہب کی مساعی کے سلسلہ میں جہاں تک قابل اعتراض طریقوں اور مقاصد کا تعلق ہے۔ ہم انہیں نظر انداز کرنا نہیں چاہتے۔ لیکن ہم یہ ضرور کہیں گے۔ کہ اس قسم کے مقاصد اور طریقوں کی موجودگی اس امر کو اور زیادہ اہم اور ضروری بنا دیتی ہے۔ کہ اس بنیادی حق انسانی کو نہ صرف اس کے ہر ممکن غلط استعمال سے بلکہ ہر قسم کے حملہ سے بھی محفوظ رکھا جائے۔ بہت سے مسلمان ایسے موجود ہیں۔ جو اپنی تعداد میں اضافہ کی خاطر نہیں اور نہ اپنے مذہب اور تمدن کی فضیلت کے لئے بلکہ محض ہندوستان اور دنیا کے فائدہ کے لئے ہندوستان اور دنیا کو دائرہ اسلام میں لانا چاہتے ہیں۔ اور ان میں سے اس وقت اس امر سے کون شرم محسوس نہیں کرتا کہ انہوں نے اسلام کی اشاعت کیلئے پہلے ہی پوری کوشش نہیں کی۔ اور کون بخوشی اس امر کے لئے آمادگی ظاہر

نہ کرے گا۔ کہ اسلام کو منشائے الٰہی کے مطابق تمام دنیا کا مذہب بنا دیا جائے اس وقت بہت سے مسلمان ہندوستان کو ایک قادر اور زندہ خدا کے عقیدہ سے روشناس کرانا چاہتے ہیں۔ اسے انبیاء کی حکومت روحانی سے آگاہ کرنے کے خواہشمند ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ اس پر تمدنی مساوات اور تمدنی انصاف کی اہمیت و ضرورت کو واضح کیا جائے۔ اس قسم کی آرزو رکھنے والے مسلمانوں کو یہ کہنا کہ انہیں ایسا کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ تمام مذاہب ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔ اور یہ کہ مذہبی سوال اٹھانے سے منافرت پیدا ہوگی۔ فضول ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ بسا اوقات ایک مسئلہ لوگوں میں جس قدر تلخ کامی پیدا کرتا ہے۔ اسی قدر اس کی اہمیت واضح ہوتی جاتی ہے۔ اور مخالفت و عناد کی مقدار گویا اس کی اہمیت کا پیمانہ ہوتی ہے اور یقیناً آج تک کوئی قابل قدر روحانی ترقی بغیر اس کے کہ اس سے لوگوں میں جو اسے قبول نہ کرنا چاہتے تھے۔ یا ابتدا میں اسے سمجھنے سے قاصر تھے۔ منافرت پیدا ہوئی۔ معرض وجود میں نہیں آئی۔

مسٹر گاندھی کو چاہیئے۔ کہ وہ اس مذہبی مسئلہ پر خود ہندوستان کے مفاد کی خاطر غور کریں۔ اگر امن نہایت اہم اور ضروری چیز ہے۔ اور یقیناً وہ ایک ضروری شے ہے تو کیا یہ امر محل قیاس نہیں۔ کہ اس ملک میں ایک مذہب انصاف و امن کے قیام کے لئے دوسرے سے زیادہ مفید و ممد ہو سکتا ہے؟ اور کیا یہ ممکن نہیں۔ کہ اسلام ہندوستانی اقوام کے درمیان ہندو مذہب کی نسبت محبت و مودت کے تعلقات کو زیادہ مستحکم بنا سکتا ہے۔

اور پھر کیا یہ صحیح نہیں۔ کہ ایک مذہب مذاہب کی کثرت کے مقابلہ میں جیسا کہ ہندوستان کی موجودہ صورت حالات ہے وحدت قومی کے لئے زیادہ مفید ہو سکتا ہے۔

ان حقائق کے پیش نظر کیا ہندوستان کے قومی رہنماؤں کا یہ فرض نہیں۔ کہ وہ اگر کسی اور وجہ سے نہیں۔ تو محض اسی لئے مذہبی مسئلہ کی طرف متوجہ ہوں کہ خواہ وہ کس قدر ہاتھ پاؤں ماریں۔ وہ اس مسئلہ سے پہلو تہی نہیں کر سکتے۔

وصایا

نمبر ۴۷۲۱: میں شاہ دین ولد میاں امین صاحب قوم جٹ زمیندارہ پیشہ زمینداری عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت صحابی ساکن تلونڈی جھنگلاں ڈاک خانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۶ فروری ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) دس گھماؤں زرعی زمین میری تلونڈی جھنگلاں میں اور ایک رہائشی مکان کی اندازاً دو سو روپیہ کا یہی میری ملکیت ہے میں ان کے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حق میں وصیت کرتا ہوں۔ نیز اپنی فصلوں سے آمدنی کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر میں کوئی رقم اپنی زندگی میں صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں داخل کرکے رسید حاصل کرلوں تو اس کو منہا سمجھا جاسکے گا۔ نیز اگر میری وفات کے بعد جائداد مذکورہ بالا کے سوا کوئی جائداد بھی ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی انجمن مذکور مالک ہوگی

العبد:۔ نشان انگوٹھا میاں شاہ دین صاحب گواہ شد: ملک صلاح الدین ایم۔ اے۔ دارالفضل قادیان۔ ۶/۲/۳۷
گواہ شد:۔ محمد الدین احمدی دوکاندار قادیان ۶/۲/۳۷

نمبر ۴۷۲۹:۔ میں چوہدری محمد شریف مولوی فاضل ولد چوہدری عبدالرزاق صاحب قوم راجپوت بھٹی پیشہ کارکن صدر انجمن قادیان عمر ۳۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان دارالامان ڈاک خانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

اس وقت میری کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں۔ میرا گذارہ صرف ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت مبلغ ۵۴/- روپیہ ماہوار ہے اور میں اپنی ماہوار آمد کا چونکہ میں نے اپنی زندگی وقف کی ہوئی ہے اس موجب شرائط واقفین زندگی ۵ فیصدی تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کرتا رہونگا نیز یہ بھی بحق صدر انجمن قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات کے بعد جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی

العبد:۔ چوہدری محمد شریف مولوی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء
گواہ شد:۔ عطا محمد مہر ناظر دعوۃ وتبلیغ
گواہ شد:۔ رشید احمد ارشد عفی عنہ ساکن محلہ دارالرحمت قادیان

نمبر ۴۷۳۹:۔ منکہ نصرت اللہ بیگم زوجہ ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب قوم ککے زئی عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج ۱/۳۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرا مہر ۵۰۰/- میرے خاوند ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب کے ذمہ واجب الادا ہے۔ میرے والد صاحب نے مجھے ۵۰۰/- دینے کا وعدہ کیا ہے۔ نیز زیور قیمتی ۵۰/- روپیہ میرے پاس ہے۔ ان سب کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اگر کوئی جائداد اس سے زائد میرے مرنے کے بعد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ حقدار ہوگی۔ اگر کوئی رقم میں اپنی زندگی میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خزانہ میں داخل کرکے رسید حاصل کروں۔ تو اس کو منہا سمجھا جائے گا۔

العبد:۔ نصرت اللہ بیگم بقلم خود
گواہ شد:۔ ملک صلاح الدین ایم اے قادیان۔ گواہ شد:۔ ڈاکٹر ایم عطاء اللہ خان بقلم خود رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنر حال منٹگمری خاوند موصیہ

نمبر ۴۷۱۲:۔ میں سکینہ بی بی زوجہ شیخ مشتاق حسین صاحب قوم شیخ قانونگو پیشہ خانہ داری عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۲ء ساکن لاہور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۳ جنوری ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائداد اس وقت صرف مبلغ ۵۰/- روپیہ ہیں۔ جو کل رقم میں ادا کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میرے والد کی متروکہ جائداد ہے۔ جس کے ۱/۶ حصہ کی مالک مظہرہ ہوں اور جس کی قیمت اندازاً دس ہزار روپیہ ہے۔ اور اس جائداد کا دعویٰ سینئر سب جج صاحب گجرات کی عدالت میں دائر ہے۔ اس مقدمہ کے نتیجہ میں بفضلہ تعالےٰ جو جائداد بھی میرے حصہ میں آئی۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ لہذا یہ وصیت لکھ دیتی ہوں۔ کہ سند رہے۔

لاہور ۳ جنوری ۱۹۳۶ء

العبد:۔ نشان انگوٹھا موصیہ
گواہ شد:۔ شیخ مشتاق حسین کمشنر کمیر لاہور
گواہ شد:۔ بشیر احمد ایڈووکیٹ لاہور پسر موصیہ
محررہ:۔ شیخ بشیر احمد ایڈووکیٹ لاہور

نمبر ۴۷۱۳:۔ میں عبدالعزیز ولد میاں سلطان محمود قوم شیخ گگوں پیشہ دوکانداری عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت ۵ دسمبر ۱۹۱۰ء ساکن اوکاڑہ ڈاک خانہ خاص تحصیل اوکاڑہ ضلع منٹگمری بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۴ جنوری ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد غیر منقولہ حسب ذیل ہے

(۱) چمڑا منڈی واقعہ اوکاڑہ جس کا حدود اربعہ یہ ہے۔ جانب غرب چمڑا منڈی لودی جیوا۔ باقی ہرسہ جانب سفید ملکیتی برادرم شیخ محمد صدیق صاحب احمدی رئیس اوکاڑہ ہے۔ اس جائداد کی نصف حصے کا مظہر مالک ہوں اور دیگر نصف حصہ کا برادرم شیخ فیروز الدین صاحب ہیں۔ نصف حصہ مظہر کی قیمت اندازاً تین ہزار روپیہ ہے۔

(۲) ایک ٹکڑا زمین سفیدہ ۸ مرلہ ۷ سرسائی واقعہ بلاک اوکاڑہ قیمت تیرہ صد روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ دس ہزار روپیہ کے قریب قرضہ جات بھی ہیں۔ جو مظہر نے بشراکت برادرم فیروز الدین وصول کرنے ہیں۔ اس رقم میں سے جو رقم بھی وصول ہو وہ جائداد مظہر متصور ہوگی۔

محرر شیخ بشیر احمد ایڈووکیٹ لاہور

اس کے علاوہ دس ہزار روپیہ کے قریب سرمایہ مظہر نے اپنی تجارت میں لگا رکھا ہے۔ جس کی آمد اندازاً سو روپیہ ماہوار ہے۔ مظہر کے ذمے اپنی بیوی کے حق مہر کا دو ہزار روپیہ قریب واجب الادا ہے۔ مظہر اپنی جائداد متروکہ کے دسویں حصے کی وصیت بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہے۔ بعد وضع رقم حق مہر جو اگر اس وقت واجب الادا ہو۔ شمار ہوگی۔ اپنی آمد کے دسویں حصے کی وصیت بھی مظہر بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہے۔ جو تازیست مظہر ادا کرتا جائے گا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے دسویں حصے کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ لہذا یہ سطور بطور وصیت لکھ دیتا ہوں۔ کہ سند رہے۔ ۱/۳۷/۴

العبد:۔ عبدالعزیز بقلم خود
گواہ شد:۔ بشیر احمد ایڈووکیٹ لاہور
گواہ شد:۔ شیخ مشتاق حسین کمشنر انکمٹیکس لاہور

نمبر ۴۷۲۹:۔ میں عنایت ثریا بنت غلام محمد صاحب قوم کشمیری مغل پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۵ء ساکن بٹالہ حال وارد قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۷ جنوری ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

(۱) میری اس وقت ماہوار آمدنی ۲۵/- روپیہ ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں جو انشاء اللہ ماہ بماہ ادا کرتی رہونگی (۲) اس وقت میری جائداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے (۳) اگر میرے مرنے کے بعد کوئی جائداد ثابت ہو تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور میرے ورثا میری اس وصیت کے پابند ہونگے بجز اس صورت کے کہ میں اپنی زندگی میں اپنی جائداد کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن قادیان میں جمع کرکے رسید حاصل کروں۔ فقط۔ العبد: عنایت ثریا

نمبر ۴۶۸۱ منکہ حلیمہ بیگم یوسفیہ زوجہ شیخ بشیر احمد صاحب ایڈوکیٹ قوم صدیقی عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج یکم جنوری ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد زیورات طلائی ہیں جن کی قیمت اندازاً چھ صد روپیہ ہے۔ اور حق مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ کا ہے۔ جو میرے شوہر کے ذمہ واجب الادا ہے۔ اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ جو رقم یا جائداد متروکہ ہوگی۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ ہوگی جو رقم بھی میں زندگی میں ادا کر دوں وہ اس رقم میں سے مجرا تصور ہوگی۔ اس کے علاوہ عہ ماہوار مجھے جیب خرچ ملتا ہے۔ جس کے دسویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔

العبد:۔ حلیمہ بیگم یوسفیہ
گواہ شد۔ بشیر احمد ایڈوکیٹ لاہور خاوند موصیہ
گواہ شد۔ محمد سعید یوسف۔ محررہ شیخ بشیر احمد ایڈوکیٹ لاہور۔

نمبر ۴۷۳۳۔ منکہ محمودہ سلطانہ زوجہ شیخ محمد محسن صاحب قوم شیخ قانونگو عمر ۲۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن لائل پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج یکم جنوری ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرا زیور اس وقت حسب ذیل ہے چندن ہار۔ گلوبند نیکلس۔ ہار جیبی۔ لاکٹ چار جوڑی کلپ آٹھ جوڑی کانٹے۔ بندی لچھی پاؤں ایک جوڑہ آٹھ عدد کنگنیاں۔ دو کڑے۔ گھڑی چوڑی دو عدد۔ گھڑی مع زنجیر آٹھ عدد انگوٹھیاں سازی ہیں۔ یہ تمام زیورات طلائی ہیں۔ اور ان کی قیمت اندازاً پانچ ہزار روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ دو ہزار روپیہ حق مہر کا ہے۔ جو میرے خاوند نے ادا کر دیا ہے۔ اور اس کے علاوہ بھی تین ہزار کا عطیہ دیا ہے۔ جو پانچ ہزار روپیہ فرم شیخ محمد محسن مولا بخش آڑھتیاں غلہ منڈی لائل پور میں بطور حصہ دار فرم میں نے بطور سرمایہ لگایا اور جو اب منافع شامل کرکے بارہ ہزار کے قریب ہو چکا ہے۔ اس تمام جائداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں وقت وفات جو اور رقم یا جائداد میری ملکیتی ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ لہذا یہ سطور بطور وصیت لکھ دیتی ہوں کہ سند رہیں۔

العبد:۔ محمودہ سلطانہ بقلم خود
گواہ شد:۔ محمد محسن خاوند موصیہ بقلم خود

گواہ شد:۔ شیخ مشتاق حسین کنٹریکٹر لاہور
گواہ شد:۔ عبدالعزیز بقلم خود

نمبر ۴۷۰۹۔ میں حکیم دین محمد احمدی ولد شیخ برکت علی خان صاحب مرحوم قوم لگے زئی افغان پیشہ ملازمت عمر تقریباً ۵۰ سال تاریخ بیعت ۲ / ۱۳ ۱۹۰۳ء حال ساکن قادیان دارالامان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰ / جنوری ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) میری مفصلہ ذیل جائداد غیر منقولہ قادیان دارالامان میں ہے۔

(۱) ایک مکان سکنی واقعہ محلہ دارالفضل شرقی مالیت قریباً چار ہزار -/۴۰۰۰ روپیہ
(۲) قطعہ زمین سفید ۱۰ مرلہ ۳ سرسائی واقعہ خسرہ نمبر ۱ برلب سڑک ریلوے روڈ محلہ دارالفضل شرقی مالیت موجودہ اندازاً -/۵۰۰ پانصد روپیہ)

میں وصیت کرتا ہوں۔ کہ اس جائداد کے ۱/۱۰ دسویں (حصہ کی مالک میری وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی میرا گزارہ میری ماہوار آمدنی تنخواہ پر ہے۔ جو اس وقت مبلغ -/۲۲۵ (دو سو پچیس روپیہ) ہے میں انشاء اللہ اس آمد کا ۱/۱۰ (دسواں حصہ) داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اس آمد میں رقم کٹوتی جی۔ پی۔ فنڈ شامل ہے۔ اس لئے اس کی ادائیگی ۱/۱۰ حصہ تنخواہ میں شامل ہے آج تک میری جمع جی۔ پی فنڈ میں قریباً تین ہزار روپیہ ہے۔ میں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتا ہوں مگر اس کے علاوہ جو رقم جی۔ پی فنڈ میں جمع ہو۔ اس پر یہ شرط عائد نہ ہوگی۔ کیونکہ پوری تنخواہ کا ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ جو جائداد میری وفات پر ترکہ ہو اس کے بھی دسویں حصہ پر یہ وصیت عاید ہوگی۔ اگر میں اپنی حین حیات میں حصہ وصیت کل جائداد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرکے رسید حاصل کر لوں تو بعد وفات ادا کردہ رقم حساب میں محسوب ہو جائے۔ فقط۔ العبد حکیم دین محمد احمدی بقلم خود۔ گواہ شد۔ مختار احمد ایاز قائمقام امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ۔ گواہ شد۔ عبداللہ خان بقلم خود سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کوئٹہ۔ گواہ شد۔ بشیر احمد ایم اے

بعدالت ہائیکورٹ آف جوڈیکیچر بمقام لاہور

مقدمہ دیوانی ابتدائی ۲۷ ۱۹۳۶ء

بمعاملہ ایکٹ کمپنی ہائے ہند مجریہ ۱۹۱۳ء اور سرسہ ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ (زیر لیکویڈیشن خود اختیاری) سرسہ اور والنٹری لیکویڈیٹر کی درخواست زیر دفعہ ۲۱۵ ایکٹ کمپنی ہائے ہند کمپنی مذکورہ کے حصہ داروں سے ادائیگی حصص کے حکم کے اجراء کیلئے۔

تمام متعلقین کو بذریعہ نوٹس ہذا اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ مذکورہ بالا کمپنی کے والنٹری لیکویڈیٹر نے کمپنی مذکور کے تمام حصہ داروں کو جو دعوت دی تھی۔ کہ وہ حصہ دار جو پہلے ۱۲۵ روپے فی حصہ ادا کر چکے ہیں۔ مزید ۲۰۰ روپیہ ادا کریں۔ اور وہ حصہ دار جو پہلے ۲۵۰ روپیہ فی حصہ ادا کر چکے ہیں۔ مزید ۷۵ روپیہ ادا کریں۔ تمام حصہ داروں کے خلاف اس کے اجراء کے اصدار حکم کے لئے ہائیکورٹ آف جوڈیکیچر بمقام لاہور میں **۹ اپریل ۱۹۳۷ء** کو ۱۰ بجے دن کا وقت مقرر کیا گیا ہے۔

تمام اشخاص واسطہ دار کو چاہیئے۔ کہ اس قسم کے حکم کے اصدار کے خلاف اعتراض پیش کرنے کیلئے مقررہ تاریخ کو وقت پر حاضر عدالت ہوں۔ اور اگر وہ تاریخ سماعت کو مقررہ وقت پر حاضر عدالت نہ ہوں گے۔ تو ان کے خلاف یکطرفہ کارروائی عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۱۸ فروری ۱۹۳۷ء کو بہ ثبت دستخط ہمارے و مہر عدالت ہائیکورٹ آف جوڈیکیچر جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط … ڈپٹی رجسٹرار

ہندوستان اور ممالکِ غیر کی خبریں!

لاہور۔ ۱۷ فروری پنجاب اسمبلی کے کامیاب امیدوار چودہری انکارام کو بم سے اڑا دینے کی کوشش میں جو بم سونی پت میں پھٹا تھا۔ اس سلسلہ میں آج پولیس نے لاہور میں کامریڈ مانگے رام جنرل سکرٹری پنجاب کانگرس سوشلسٹ پارٹی کے مکان پر چھاپا مارا اور تلاشی لی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ لاہور میں مزید خانہ تلاشیاں ہونے والی ہیں۔

پیرس (بذریعہ ڈاک) اخبار "لاماتین" لکھتا ہے۔ کہ حکومت فرانس اور حکومت ایران کے سفارتی تعلقات یکایک کشیدہ ہوگئے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ رضا شاہ پہلوی شاہ ایران نے سفیر ایران متعینہ فرانس کو واپس بلا لیا ہے۔ تاجدار ایران کے اس اقدام کی وجہ غالبًا یہ ہے۔ کہ فرانس کے ایک رسالہ میں ایک ایسا مضمون شائع ہوا تھا جس کے ذریعہ ان کی ذات پر حملے کئے گئے تھے۔

لاہور۔ ۱۷ فروری اعلان کیا گیا ہے۔ کہ گورنر پنجاب نے سردار سر سکندر حیات خان کو ملاقات کیلئے بلایا اور کابینہ پنجاب کی تشکیل کیلئے ان سے استعانت طلب کی ہے۔ سر سکندر حیات خان نے گورنر پنجاب کی یہ دعوت قبول کر لی ہے۔

بیت المقدس (بذریعہ ڈاک) فلسطین میں برطانوی فوج کے ارباب اختیار نے فوج کو اہم جنگی نقاط پر متعین کر رکھا ہے۔ تاکہ مزید شورش کے فرو کرنے کے وقت کسی وقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اندازہ کیا جاتا ہے۔ کہ آئندہ کسی قسم کی شورش و فساد کے وقت فی الفور مارشل لاء نافذ کر دیا جائیگا

لندن۔ ۱۷ فروری اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ شاہی خاندان کے ارکان آخری کوشش میں ہیں۔ کہ ڈیوک آف ونڈسر کو مسز سمپسن سے شادی کرنے سے روکا جائے پرنسس رائل کا سفر آسٹریا اور اپنے بھائی سے ملاقات کی بھی یہی غرض بیان کی جاتی ہے۔

الہ آباد۔ ۱۷ فروری مقامی کانگرس سوشلسٹ پارٹی نے اپنے ایک اجلاس میں قرارداد منظور کی ہے جس میں مسٹر گاندھی کے بیان کے خلاف شدید احتجاج کیا گیا ہے۔ کہ وہ بعض حالات کے تابع ہندوستان کے لئے درجہ نوآبادیات قبول کرنے کو تیار ہیں۔ اور اس امر پر اظہار افسوس کیا گیا ہے۔ کہ گاندھی جی ایسے بیانات شائع کرا رہے ہیں۔ جو انڈین نیشنل کانگرس کی قرارداد کے صریح منافی ہیں۔

لندن۔ ۱۷ فروری الجزائر اور فرانسیسی مراکش میں فرانسیسیوں کو مراعات دینے کی وجہ سے عربوں نے زبردست تحریک شروع کر دی ہے۔ فرانسیسی گورنر کے محل کے سامنے دس ہزار عربوں نے مظاہرہ کیا۔ مظاہرین کے قائد مشہور اشتراکی لیڈر سید کامل خیر الدین تھے۔ عربوں کا جلوس جب گورنر کے مکان کے سامنے مظاہرہ کر رہا تھا۔ تو قسطائیوں نے ان پر پتھر پھینکے جس کی وجہ سے مظاہرین اور قسطائیوں میں جنگ شروع ہوگئی۔ فوج اور پولیس نے موقع پر پہنچکر مظاہرین اور قسطائیوں کو منتشر کرنے کی کوشش کی۔ لیکن لڑائی زیادہ بھڑک اٹھی جس کی وجہ سے شہر میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا ہے۔ مقتولین اور مجروحین کی تعداد دو تین ہزار بتائی جاتی ہے۔

میڈرڈ۔ ۱۷ فروری۔ باغی افواج نے محاذ جرامہ پر جو حملہ کیا۔ اس میں انہیں خونریز جنگ کے بعد ایک ہزار مقتولین کو میدان کارزار میں چھوڑ کر پسپا ہونا پڑا ہے حملے کے بعد باغی طیاروں نے سرکاری فوجوں پر بمباری شروع کی۔ لیکن وہ سرکاری توپوں کی گولہ باری کے مقابلہ کی تاب نہ لا سکے باغی براڈکاسٹنگ سٹیشن سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ باغی فوجیں تین چار دن میں جرامہ پر قابض ہو جائیں گی۔ اور تین ہفتہ کے اندر اندر میڈرڈ پر قابض ہو جانا یقینی ہے۔

انگورہ۔ ۱۷ فروری جمہوریہ ترکیہ نے ایک نئے قانون کی رو سے تمام سرکاری عہدیداروں۔ افسروں اور ایسے اشخاص کو جو کسی نہ کسی رنگ میں سرکاری ملازمت کر رہے ہوں۔ کسی غیر ملکی عورت سے شادی کرنے کی ممانعت کر دی ہے۔

بغداد۔ ۱۷ فروری ایک اطلاع مظہر ہے کہ عراقی فوج کے برطانوی افسروں کو ہٹا دیا گیا ہے۔ اور حکومت عراق نے ان برطانوی افسروں کی جگہ ترک افسروں کی خدمات لے لی ہیں۔ حکومت عراق عراقی نوجوانوں کی تربیت ترکی نظم و نسق کے ماتحت کرنا چاہتی ہے۔ اس سلسلہ میں وزیر اعظم حکمت سلمان کا ایک بیان شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے۔ کہ عراق سے برطانوی افسروں کی واپسی سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ برطانیہ اور عراق کے تعلقات ناخوشگوار ہوگئے ہیں۔ بلکہ یہ تو عراق اور برطانیہ کے درمیان استواری تعلقات کی ابتدا ہے مزید لکھا ہے۔ کہ جنگ عظیم کے بعد ترکوں اور عربوں کے درمیان جو منافرت پھیل گئی تھی وہ دور ہوگئی ہے۔ عراقی نوجوانوں میں ترک افسروں کا تقرر اسلامی سلطنتوں کے تعلقات کو بہت زیادہ مستحکم بنا دیگا۔

جافا۔ ۱۷ فروری معلوم ہوا ہے۔ کہ فلسطینی عربوں اور عیسائیوں کا ایک وفد مفتی امین الحسینی کی قیادت میں مارچ کے وسط میں لنڈن جائیگا۔

دہلی ۱۷ فروری کاشغر میں چینی حکام نے چرس کی برآمد ممنوع کر دی ہے۔ اور اس کی کاشت کو بھی ممنوع قرار دینے کا انتظام کر رہے ہیں حکومت چین کے اس فیصلہ کا اثر ہندوستان اور چینی ترکستان کی تجارت پر برا پڑیگا۔ کیونکہ اس وقت تک ہندوستانی مال برآمد کی قیمت چرس کی درآمد سے پوری کی جاتی تھی۔

لندن۔ ۱۷ فروری مسٹر اے۔ ڈف کوپر وزیر حربیہ برطانیہ نے ایک تقریر کے دوران میں کہا۔ کہ حکومت برطانیہ اس لئے اسلحہ بندی میں مصروف ہے۔ کہ دنیا کے امن کو تقویت پہنچائی جائے۔ حکومت برطانیہ کو موضوع امن سے زیادہ اور کسی چیز سے دلچسپی نہیں۔ تنزید اسلحہ ایک طرف دنیا کے امن کو مضبوط کرنے کے لئے ہے۔ اور دوسری طرف اس سے برطانوی مفاد کی حفاظت مقصود ہے

دہلی۔ ۱۷ فروری حکومت سرحد کرنل بیٹی کے قاتلوں کی گرفتاری کے لئے کوشش کر رہی ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ چار قاتل شناخت کر لئے گئے ہیں۔ حکومت نے اعلان کیا ہے۔ کہ مجرموں کو گرفتار کرنے والے کو دس ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔

امرتسر۔ ۱۷ فروری گیہوں حاضر ۳ روپے ۲ آنے ۳ پائی سے ۳ روپے ۵ آنے تک نخود حاضر ۲ روپیہ ۳ آنے ۳ پائی۔ کھانڈ دیسی ۷ روپیہ ۲ آنہ سے ۸ روپیہ ۴ آنہ تک روئی ۱۶ روپیہ سونا دیسی ۳۶ روپیہ ۱ آنہ اور چاندی دیسی ۵۱ روپے ہے۔

بارسلونا۔ ۱۷ فروری کیٹلونیا کے وزیر شعبہ اشاعت کے ایک کمیونک سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کل جس جنگی جہاز نے بارسلونا پر گولہ باری کی وہ اطالیہ کا جہاز تھا۔ نیز گولوں کو دیکھنے سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اطالیہ میں بنے ہوئے ہیں۔

کلکتہ۔ ۱۷ فروری۔ کلکتہ یونیورسٹی کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے۔ کہ کنووکیشن ایڈریس بنگالی زبان میں پڑھا گیا۔ جو ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور نے پڑھا۔ ایڈریس میں غیر ملکی زبان کو ذریعہ تعلیم بنانے کی مذمت کی گئی۔

حیدرآباد دکن۔ ۱۷ فروری اعلیحضرت تاجدار دکن کے جشن سیمیں کے سلسلہ میں جوبلی ہال میں شاہی دربار منعقد کیا گیا۔ سر کشن پرشاد وزیر اعظم نے رعایا کی طرف سے سپاسنامہ پڑھا جو اردو میں تھا۔ سپاسنامہ کے اختتام پر سر کشن پرشاد نے ایک خوبصورت چھوٹا سا طلائی چتر شاہی نذر کیا۔ جس کی قیمت ۲۵ ہزار روپیہ تھی۔ سپاسنامہ کے جواب میں اعلیحضرت نے تقریر فرمائی جس میں آپ نے ۴۰ لاکھ روپیہ مالیانہ میں معافی کا اعلان کیا۔ اور وزیر اعظم مہاراجہ سر کشن پرشاد اور نواب سر اکبر حیدری ممبر مالیات کو انکی مساعی جمیلہ کا اعتراف کرتے ہوئے مبارکباد دی تصفیہ برار اور جدید دستور اساسی کیساتھ حیدرآباد کے تعلق کا ذکر کرتے ہوئے۔ فرمایا میں مسئلہ برار کے تصفیہ سے مطمئن ہوں نیز ان گفتگوؤں سے

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور دفتر الفضل قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی